

انا اور مشین: کیسے سرمایہ داری نے مقدس کو خودی سے بدل دیا

انسانیت نے کبھی خود کو کسی عظیم اور پراسرار چیز کا حصہ سمجھا تھا۔ کائنات، زمین، الہی، زندگی کا ابدی تال۔ ہر ثقافت کا اپنا طریقہ تھا کہ وہ ایک ہی بات کہے: کہ معنی ملکیت میں نہیں، بلکہ شرکت میں ہیں؛ جمع کرنے میں نہیں، بلکہ رابطے میں ہیں۔ تاہم، گزشتہ چند صدیوں میں، خاص طور پر سرمایہ داری اور صنعتی جدیدیت کے عروج کے ساتھ، یہ کمپاس الٹ گیا۔ جہاں کبھی مقدس انسانی زندگی کی رہنمائی کرتا تھا، وہاں خودی نے تخت سنبھال لیا۔ ماورائی ہونے کی پرانی جستجو۔ انا سے آگے بڑھنے کی۔ کو انا کی تسکین کے لائق ہی تعاقب نے بدل دیا۔

افسانے کی موت سے چھوڑے گئے خلائیں، صارفیت نئی مذہب بن گئی، اور مارکیٹ اس کا مندر بن گیا۔ انسانیت نے اندرونی آزادی کو مادی کثرت سے بدل دیا اور اس عمل میں خود کو عجیب طور پر خالی پایا۔

مقامی اور قدیم عقائد: دائرے میں زندگی گزارنا

جدید معیشتوں کے عروج سے بہت پہلے، مقامی اور قدیم معاشروں نے ایسی کائناتی نظریات کے مطابق زندگی گزاری جو خودی اور دنیا کے درمیان کی سرحد کو تحلیل کر دیتے تھے۔ ان ثقافتوں میں، زندگی ملکیت نہیں تھی، بلکہ ایک رشتہ تھی، زمین، جانوروں اور غیر مرئی کے ساتھ باہمی رابطوں کی بنت تھی۔

زندگی کا جال

امریکہ کے بہت سے مقامی قوموں میں، دنیا کو ایک باہم مربوط جال کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ ”عظیم دائرہ“ یا ”مقدس حلقہ“۔ جہاں انسان جانوروں، پودوں، دریاؤں اور ستاروں کے رشتہ دار تھے۔ لاکوٹا کا جملہ Mitákuye Oyás’iŋ۔ ”میرے سارے رشتہ دار“۔ ایک ایسی مابعد الطبیعیات کو ظاہر کرتا ہے جو باہم وجود کی ہے، صدیوں پہلے کہ ماحولیاتی سائنس اس کی بازگشت کرتی۔

اس عالمی نقطہ نظر میں، خودی کوئی الگ تھلگ شعور نہیں ہے، بلکہ ایک زندہ جال میں ایک گرہ ہے۔ ایک شخص کی شناخت رشتہ دار ہے۔ جو کہ برادری، اجداد، اور خود منظر نامے سے تشکیل پاتی ہے۔ پورے کے احترام کے بغیر عمل کرنا اپنے آپ کو زخمی کرنا ہے۔ لہذا، روحانی پختگی کا مطلب تھا جدائی کے وہم کو تحلیل کرنا، اور انسان سے زیادہ کی دنیا میں عاجزی کے ساتھ زندگی گزارنا۔

رسومات، نذرانے، اور موسمی تقریبات محض توہم پرستی نہیں تھیں، بلکہ توازن کے اعمال تھے۔ اس بات کی تسلیم کہ زندگی دائروں میں بہتی ہے، کہ دینا وصول کو برقرار رکھتا ہے۔ شکاری نے ہرن کے روح کا شکریہ ادا کیا؛ کسان نے بارش کے لیے دعا کی؛ کہانی سنانے والے نے اجداد کو پکارا۔ تمام زندگی ایک مقدس تبادلوں میں شریک تھی۔

قدیم تہذیبیں اور مقدس کائنات

قدیم مصر، ہندوستان، یونان، اور میسوامریکا میں اسی طرح کے موضوعات ابھرتے ہیں۔ کائنات کوئی غیر فعال مادہ نہیں تھی، بلکہ روحانی تھی۔ الہی ذہانت سے متحرک۔ مصری تصور Ma'at (حقیقت، توازن، کائناتی نظام) اور یونانی kosmos دونوں ایک ہم آہنگ کل کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس میں ہر وجود کا اپنا مقام ہوتا ہے۔

انسانیت کا کردار فطرت پر غلبہ حاصل کرنا نہیں تھا، بلکہ اس کی ہم آہنگی کی عکاسی کرنا تھا۔ مندر کائنات کی علامتی نقلوں کے طور پر بنائے گئے تھے، اور کائناتوں نے دنیاؤں کے درمیان ثالث کا کردار ادا کیا۔ جب انسانیت اپنے کائناتی کردار کو بھول گئی۔ جب انا اور لالچ نے Ma'at کو پریشان کیا۔ تو بے ترتیبی آئی: قحط، جنگ، اخلاقی زوال۔

تاؤ ازم: وجود کا بہاؤ

قدیم چین میں، تاؤ ازم نے ان بصیرتوں کو فلسفیانہ طور پر بہتر کیا۔ تاؤ تے چنگ سکھاتا ہے کہ راہ (Tao) تمام وجود کا سرچشمہ اور تال ہے۔ دانا wu wei۔ بغیر کوشش کے عمل۔ کے ذریعے انا کو تحلیل کرتا ہے، اور زندگی کو خود کے ذریعے جینے دیتا ہے۔

”اعلیٰ خیر پانی کی مانند ہے،“ لاؤ زی نے لکھا، ”جو تمام چیزوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور مقابلہ نہیں کرتا۔“ تاؤ کے خلاف زندگی گزارنا۔ کوشش کرنا، زبردستی کرنا، غلبہ حاصل کرنا۔ دکھ ہے۔ تاؤ کی طرف واپسی شفاف ہونے کی مانند ہے، جیسے پانی جو ڈھلوان سے نیچے بہتا ہے، شکل پاتا ہے لیکن ٹوٹتا نہیں۔

یہاں بھی، انا کا تحلیل ہونا تباہی نہیں ہے، بلکہ ہم آہنگی ہے۔ یہ دوبارہ دریافت کرنا کہ ذاتی بہاؤ کائناتی دریا سے الگ نہیں ہے۔

مشترکہ حکمت

ان متنوع روایات—مقامی، مصری، تاؤسٹ—کے ذریعے ایک ہی بصیرت چمکتی ہے: کہ معنی، عقل، اور بقا اس بات پر منحصر ہیں کہ ہم یاد رکھیں کہ ہم کل سے تعلق رکھتے ہیں۔ خودی کسی بہت بڑی چیز کا عارضی اظہار ہے، ایک عظیم آگ میں ایک چنگاری۔

اسے بھول جانا اصل گناہ ہے۔ علیحدگی میں گرنا۔ اسے یاد رکھنا نجات ہے، اس سے بہت پہلے کہ لفظ کا مطلب ایمان ہو۔

عصری مذاہب: الگ خودی کی موت

جیسے جیسے انسانیت کے فلسفے ترقی کرتے گئے اور رسمی مذاہب ابھرے، وہی صوفیانہ دھاگہ نئے زبانوں اور افسانوی شکلوں میں ظاہر ہوتا رہا۔

بدھ مت: غیر خودی کی خاموشی

بدھ مت میں، اناتا کی تعلیم—”غیر خودی“—ایک مستقل، آزاد“میں“ کے وہم کو توڑ دیتی ہے۔ جو ہم خودی سمجھتے ہیں وہ احساسات، ادراکات، خیالات، اور شعور کا ایک بہاؤ ہے۔ آزادی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب یہ وہم تحلیل ہو جاتا ہے۔ وابستگی کا خاتمہ نروانا ہے، خواہش، نفرت، اور جہالت کے انا کے شعلوں کا خاتمہ۔

بدھ مت کا پیروکار ذہن سازی اور ہمدردی کی تربیت اسی لیے کرتا ہے کہ خودی کی حدود کو ڈھیلا کر سکے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خیالات اور جذبات عارضی ہیں، ہم ان کے ساتھ شناخت نہیں کرتے۔ جو باقی رہتا ہے وہ خود شعور ہے۔ چمکتا ہوا، بغیر مرکز کا، آزاد۔

بدھانے ہمیں بہتر خودی بننے کا طریقہ نہیں سکھایا؛ اس نے ہمیں خودی سے آزاد ہونے کا طریقہ سکھایا۔

ہندو مت: اندر کا لامحدود

ہندو فلسفے میں، خاص طور پر ادویت ویدانت میں، انا جہالت (avidyā) کا پردہ ہے۔ اس کے نیچے آتماں ہے، سچا خود، جو ذاتی نہیں ہے بلکہ برہمن—وجود کا لامحدود بنیاد—کے ساتھ ایک ہے۔

مشہور اپنشد کا جملہ **Tat Tvam Asi**— ”تم وہی ہو“ — اعلان کرتا ہے کہ فرد کی جوہر کائنات کی جوہر کے ساتھ ایک ہے۔ آزادی (موکشا) کا راستہ، اس لیے، انفرادیت کی تکمیل نہیں ہے، بلکہ اس سے ماورا ہونا ہے۔

جب لہر کو احساس ہوتا ہے کہ وہ پانی ہے، تو وجود کا سمندر ظاہر ہوتا ہے۔ انا ختم ہونے سے نیستی میں نہیں، بلکہ لامحدودیت میں تحلیل ہوتی ہے۔

اسلام اور صوفی ازم: محبوب میں فنا

اسلام میں، حتمی حقیقت توحید ہے۔ تمام وجود کی وحدت خدا کی یکتائی میں۔ اسلام کے صوفیاء، صوفیاء، نے اس عقیدے کو ایک زندہ تجربے میں بدل دیا۔ ذکر (ذکر) اور محبت کے ذریعے، متلاشی کی انا محبوب کے چمک میں پگھل جاتی ہے یہاں تک کہ صرف خدا باقی رہتا ہے۔

اڑنے والے صوفی کی کہانی اس حقیقت کو مجسم کرتی ہے۔ ایک درویش، گہری عقیدت کے ذریعے، اڑنا سیکھتا ہے۔ لیکن جب وہ ہوا میں تیرتا ہے، ایک خیال اس کے ذہن میں آتا ہے: ”جب میری فیملی کو پتہ چلے گا کہ میں اڑ سکتا ہوں، وہ کیا سوچیں گے؟“ فوراً وہ زمین پر گر جاتا ہے۔ اس کا استاد اسے کہتا ہے: ”تم اچھا اڑ رہے تھے، لیکن تم نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔“ جب خودی کا شعور واپس آتا ہے، فضل غائب ہو جاتا ہے۔

صوفی ازم میں اسے فنا کہا جاتا ہے۔ خدا میں خودی کا خاتمہ۔ لیکن اس خاتمے کے بعد بقا آتا ہے۔ خدا میں باقی رہنا۔ انا مر جاتی ہے، اور جو باقی رہتا ہے وہ خالص موجودگی ہے۔

یہودیت: خودی کی تنسیخ

لبالی یہودیت میں، صوفی بتل ہائیش— انا کے ”کچھ“ کی تنسیخ کی تلاش کرتا ہے تاکہ عین سوف، لامحدود سے ملاقات کر سکے۔ زدویق یا نیک شخص وہ ہے جو خود کو اتنا مکمل طور پر خالی کر دیتا ہے کہ الہی روشنی بغیر کسی رکاوٹ کے اس کے ذریعے بہتی ہے۔

اس صوفیانہ زبان میں، عاجزی سادگی نہیں ہے، بلکہ ہستیاتی حقیقت ہے: صرف خدا ہی واقعی ”ہے“۔ جتنا زیادہ انا تحلیل ہوتی ہے، اتنا ہی الہی دنیا میں نمایاں ہوتا ہے۔

عیسائیت: خالی کرنا اور سکونت

عیسائی صوفیانہ روایت اپنا ورژن کینوسس۔ خود خالی کرنے۔ کے تصور میں پیش کرتی ہے۔ سینٹ پال نے لکھا: ”میں جیتا ہوں، لیکن اب میں نہیں، بلکہ مسیح مجھ میں جیتا ہے۔“ مائیسٹر ایکارٹ کے لیے، روح کو ”خود سے خالی“ ہونا چاہیے تاکہ خدا اس کے اندر پیدا ہو سکے۔

تفکری عیسائیت میں۔ صحرائی باپوں، نادانی کے بادل، اور کارملائٹ صوفیوں کی نسل۔ دعا چیزیں مانگنا نہیں ہے، بلکہ خاموشی میں داخل ہونا ہے جہاں انا خاموش ہو جاتی ہے، اور الہی موجودگی سب کچھ بن جاتی ہے۔

وکا اور نیو پیگن ازم: مقدس دائرہ کی بازیافت

جدید وکا اور معاصر نیو پیگن ازم، اگرچہ اکثر ”نئی“ مذاہب کے طور پر مسترد کیے جاتے ہیں، لیکن وہ قدیم یادداشت رکھتے ہیں کہ الہی دنیا کے اندر ہے، نہ کہ اس کے اوپر یا اس سے پرے۔

دیوی کا حکم، وکا کے مرکزی متون میں سے ایک، میں دیوی اعلان کرتی ہے:

”محبت اور لذت کے تمام اعمال میرے رسومات ہیں۔“

یہاں، الہی دنیا سے بھاگنے سے نہیں ملتا، بلکہ اسے مکمل طور پر اور احترام کے ساتھ قبول کرنے سے ملتا ہے۔ انا نشے اور تجسم کے ذریعے تحلیل ہوتی ہے، نہ کہ زہد کے ذریعے۔

رسوماتی دائرہ وجود کی مکمل نمائندگی کرتا ہے۔ بغیر کسی درجہ بندی کے، بغیر جدائی کے۔ جب اعلیٰ کاہنہ ”خاتون“ یا ”لارڈ“ کو پکارتی ہے، یہ کوئی بیرونی دیوتا نہیں ہے جو نیچے اترتا ہے، بلکہ تمام شرکاء کے اندر اور درمیان الہی کا بیدار ہونا ہے۔

موسمی تہوار۔ سال کا پہیہ۔ سکھاتے ہیں کہ موت اور بازپیدائش، تاریکی اور روشنی ایک مسلسل نبض ہیں۔ پیر وکار خود کو فطرت کا مالک نہیں، بلکہ اس کا اظہار دیکھنا سیکھتا ہے۔ نشیلی رقص میں، خلسہ میں، زمین اور آسمان کے ساتھ اشتراک میں، خودی کی سرحد پتلی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی یہ محسوس کرتا ہے: میں وہ جنگل ہوں جو سانس لیتا ہے؛ میں وہ چاند ہوں جو خود کو پانی میں دیکھتا ہے۔

وکا کا ماورائی راستہ، اس لیے، عمودی کے بجائے افقی ہے۔ انا آسمان کی طرف اوپر نہیں، بلکہ زمین کے زندہ جال کی طرف باہر تحلیل ہوتی ہے۔

نفسیات: مسلو اور ماورائی سائنس

یسویں صدی میں، نفسیات نے وہ چیز دوبارہ دریافت کرنا شروع کی جو صوفیوں نے ہمیشہ سے جانی تھی۔ ابراہم مسلو کی ضروریات کی درجہ بندی انسانی انگیزہ کی وضاحت کے لیے مشہور ہوئی۔ بنیادی بقا سے لے کر محبت اور عزت تک، جو خود کی تکمیل پر عروج پر پہنچتی ہے۔

لیکن اپنی زندگی کے آخر میں، مسلو نے اپنے ماڈل پر نظر ثانی کی۔ خود کی تکمیل سے آگے، اس نے ایک اور مرحلے کو تسلیم کیا: خود کی ماورائیت۔ یہاں، خودی کی حدود تحلیل ہو جاتی ہیں۔ کوئی بڑی چیز کا شریک بن جاتا ہے۔ چاہے وہ خدمت ہو، تخلیقی صلاحیت، فطرت، یا صوفیانہ اتحاد۔

جدید نیورو سائنس اس کی بازگشت کرتی ہے۔ جب لوگ گہری مراقبہ، نشیلی دعا، یا بہاؤ کی حالتوں میں داخل ہوتے ہیں، ڈیفالٹ موڈ نیٹ ورک—دماغ کا وہ حصہ جو ہمارے خودی کے احساس کو برقرار رکھتا ہے—خاموش ہو جاتا ہے۔ موضوعی ہم آہنگی انا کی تحلیل ہے، جس کے ساتھ امن، ہمدردی، اور وحدت آتی ہے۔

جو مسلو، بدھا، اور صوفی نے اپنی اپنی زبانوں میں دیکھا وہ یہ تھا کہ انسانی صلاحیت کا اعلیٰ امکان خودی کی تکمیل میں نہیں، بلکہ اس سے ماورا ہونے میں ہے۔

سرمایہ داری: انا کی بت پرستی

اور پھر بھی، جدید دنیا پر غالب تہذیب اس کے برعکس مفروضے پر مبنی ہے: کہ خودی کو تحلیل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اسے لائق رہی طور پر بڑھایا جانا چاہیے۔

سرمایہ داری، اپنی نفسیاتی جوہر میں، انا کی بھوک پر منحصر ہے۔ یہ روحانی تڑپ کو قابل استعمال خواہش میں بدل کر ترقی کرتی ہے۔ ہمیں یہ باور کرواتے ہوئے کہ اندرونی خلا کو املاک، طاقت، رتبے، اور تحریک سے پر کیا جاسکتا ہے۔

اشتہار مصنوعات نہیں بیچتا؛ یہ خواہش پیدا کرتا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے: تم نامکمل ہو۔ لیکن یہ تمہیں مکمل کرے گا۔ یہ چیزیں کے ذریعے نجات بیچتا ہے۔

تناقض غم انگیز ہے: انا کی عدم اطمینان، جسے قدیم حکمت نے ماورائیت کے ذریعے شفا دینے کی کوشش کی، معیشت کا انجن بن گئی ہے۔ خلا اب روحانی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک کاروباری ماڈل ہے۔

لہذا، جو کبھی دکھ کی جڑ سمجھا جاتا تھا۔ خواہش، وابستگی، غرور۔ کونیک صفت کے طور پر نئی شناخت دی گئی: عزائم، پیداواریت، کامیابی۔ اتحاد یا خاموشی کی تلاش اس عالمی نظریے میں غریب پیداواری ہے۔ یہاں تک کہ خطرناک، کیونکہ یہ خواہش کے میکانیزم کو خطرے میں ڈالتی ہے۔

سرمایہ داری کا منتر ”خاموش رہو اور جانو“ نہیں ہے، بلکہ ”بڑا، بہتر، تیز، زیادہ“ ہے۔ اور پھر بھی، ہم جتنا خودی کو کھلاتے ہیں، وہ اتنا ہی بھوکا ہوتا جاتا ہے۔ شاپنگ مالز اور ڈیجیٹل فیڈز اس بے قرار خدا۔ انا کے بت۔ کے گرجا گھر ہیں، جو لامتناہی طور پر استعمال کرتا ہے، کچھ بھی پیدا نہیں کرتا جو واقعی مطمئن کرتا ہو۔

نتیجہ: مقدس کی واپسی

جدیدیت کا بحران صرف معاشی یا ماحولیاتی نہیں ہے؛ یہ روحانی ہے۔ ایک ایسی تہذیب جو انا کے گرد منظم ہوتی ہے خود کو برقرار نہیں رکھ سکتی، کیونکہ انا حدود کو نہیں جانتا۔ یہ زمین کو، ایک دوسرے کو، اور آخر میں خود کو نگل جاتا ہے۔

لیکن ہمارے ارد گرد دیداری کے آثار ہیں: لوگ مراقبہ، برادری، ماحولیاتی شعور، اور نئی یکجہتی کی شکلوں کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ سائنس بھی یہ تسلیم کرنا شروع کر رہی ہے جو حکمانے بہت پہلے اعلان کیا تھا۔ کہ دماغ، سیارہ، اور روح کی صحت ناقابل تقسیم ہے۔

انا کو تحلیل کرنا خود کو کھونا نہیں ہے؛ یہ گھر واپسی ہے۔ اس وحدت کو دوبارہ دریافت کرنا جو کبھی کھوئی نہیں گئی، صرف بھول گئی تھی۔

اگلی انقلاب ہتھیاروں یا الگورتھم سے نہیں لڑی جائے گی، بلکہ شعور سے لڑی جائے گی۔ جب انسانیت یاد رکھے گی کہ ہم دنیا کے مالک نہیں ہیں، بلکہ اس کے لمحات ہیں، مقدس دوبارہ جاگ اٹھے گا۔ مندروں یا عقائد میں نہیں، بلکہ شعور، ہمدردی، اور سادگی کے ہر عمل میں۔

حوالہ جات اور مزید پڑھائی

قدیم اور مقامی فکر

- بلیک ایلک، Black Elk Speaks (جان جی. نیہارٹ، 1932)
- وائن ڈیلوریا جونیر، God Is Red: A Native View of Religion (1973)
- لاؤزی، تاؤ تے چنگ، ترجمہ D.C. Lau (پینگوئن کلاسکس، 1963)
- فریتوف کیپر، دی تاؤ آف فرکس (1975)

صوفیانہ روایات اور عالمی مذاہب

- ایلڈس ہکسلی، دی پرنیپل فلسفی (1945)
- ڈی. ٹی. سوزوکی، ایسے ان زمین بدھزم (1927)
- سوامی ویوکانند، جنانی یوگ (1899)
- اینیری شمل، مسٹیکل ڈائمنشنز آف اسلام (1975)
- گرشوم شولم، میجر ٹرینڈز ان یہودی مسٹیسزم (1941)
- مائیسٹر ایکارٹ، سیلیکٹڈ رائٹنگز (پینگوئن کلاسکس، 1994)

وِکا اور نیو پیگن ازم

- ڈورین ویلینٹ، دی چارج آف دی گاڈیس (1957)
- اسٹارہاک، دی اسپائرل ڈانس (1979)
- رونا لڈہن، دی ٹرانسف آف دی مون: اے ہسٹری آف ماڈرن پیگن وِج کرافٹ (1999)

نفسیات اور خودی

- ابراہم مسلو، دی فارور ریچز آف ہیومن نیچر (1971)
- میہائی چیکسینٹمیہائی، فلو: دی سائیکالوجی آف آپٹیمل ایکسپیریننس (1990)
- ولیم جیمز، دی ویریٹیز آف ریلیجیئس ایکسپیریننس (1902)
- سٹینسلاو گروف، سائیکالوجی آف دی فیوچر (2000)

ثقافت اور سرمایہ داری

- ایرک فروم، ٹو ہیو آر ٹوبی؟ (1976)
- کرسٹوفر لیش، دی کلچر آف نارسیسمزم (1979)
- ناؤمی کلین، نو لوگو (1999)
- چارلز آئزنسٹائن، دی موریو ٹیفل ورلڈ آور ہارٹس نو از پاسیبل (2013)